

(C) جملہ حقوق بحق پبلشر محفوظ ہیں۔

نام کتاب : امیر خسرو (شخصیت، شاعری اور منتخب کلام)  
مرتب : ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی  
کمپوزنگ : شاہد اختر، حرا کمپیوٹرس، مالہ گاؤں  
صفحات : 40  
تعداد : سات سو  
سن اشاعت : 2014ء  
طباعت : شارپ آفسیٹ پریس، مالہ گاؤں  
قیمت : 30/-

----- Publisher -----

**Rahmani Publication**

1032, Islampura, Malegaon-423203 (Dist-Nasik)

Mob : 9890801886 / 9270704505

(C) All rights reserved with Publisher

# امیر خسرو

(شخصیت، شاعری اور منتخب کلام)

.... ترتیب و تہذیب ....

ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی

----- پبلشر -----

**رحمانی پبلکیشنز**

1032 انصار روڈ، ڈاکٹر سراج احمد کے دواخانے کے سامنے، اسلامپورہ،

مالہ گاؤں، مہاراشٹر Mob : 9890801886 / 9270704505

## عرض ناشر

رحمانی پبلی کیشنز مالیگاؤں اب محتاجِ تعارف نہیں رہا جس نے ادب اطفال پر مختصر سے عرصے میں سیکڑوں کتابیں شائع کیں اور انہیں ملک بھر میں پھیلادیا اس ادارہ نے ہندوستان کے مشہور و معروف قلم کار اور ادب کی کتابیں شائع کیں اور مختلف موضوعات پر بے شمار کتابیں طبع کیں۔ مزید یہ کہ تاریخی شخصیات پر بھی بچوں کے معیار کے مطابق کتابیں شائع کرنے کا بیڑہ بھی اٹھا رکھا ہے۔ تاریخی شخصیات میں بہت سی شخصیات پر یا تو بہت ضخیم کتابیں دستیاب ہیں یا پھر بہت سی اہم شخصیات کے متعلق انتہائی مختصر تذکرے ملتے ہیں۔ ہمارے ادارے نے ملک بھر کے نامور قلم کار اور ماہر ادیبوں سے رابطہ کیا۔ اور منتخب شخصیات پر لکھنے کی ذمہ داری ڈالی۔ الحمد للہ! بہت کم عرصے میں اب تک سیکڑوں شخصیات پر کتابیں منظر عام پر آ گئیں۔ اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔

اردو ادب بالخصوص زبان کی خدمت کرنے والے ہمارے ماضی کے شعرا و ادب کی حیثیت تاریخی لحاظ سے اہمیت کی حامل ہے۔ ہمارے شاعروں اور ادیبوں نے اپنی نظموں، غزلوں، گیتوں، کہانیوں، افسانوں اور مضامین کے ذریعے اردو زبان و ادب کے فروغ میں جو نمایاں کردار ادا کیا ہے وہ جگ ظاہر ہے۔ ادارے نے یہ طے کیا ہے کہ تاریخی شخصیات سیریز کے ذیل میں ایک ضمنی کڑی شروع کرتے ہوئے ان شاعروں اور ادیبوں کے تعارف اور ان کے منتخب کلام کو بھی منظر عام پر لایا جائے۔

لہذا کلاسیکل شعرا کے تعارف اور ان کے منتخب کلام پر مشتمل یہ سیریز پیش کی جا رہی ہے۔ تاریخی شخصیات سیریز کی طرح مرتبین کے تبصرے و تجزیے پر آپ اختلاف تو کر سکتے ہیں، لیکن اس سلسلے کی اہمیت کا انکار شاید نہ کر سکیں۔ ضروری نہیں کہ مرتبین کے تمام تبصروں اور تجزیوں سے ہمارا ادارہ اتفاق رکھے۔ بہر کیف بھی مرتبین مبارکباد کے مستحق ہیں۔

شاعروں اور ادیبوں میں چند قابل ذکر امیر خسرو، داغ دہلوی، مولانا اسماعیل میرٹھی، امیر مینائی، مولانا حسرت موہانی، آتش لکھنوی، فانی بدایونی وغیرہ ہیں۔

ہمارے ادارے نے اردو زبان و ادب کی ترویج و اشاعت اور وطن عزیز کے نونہالان کے لیے اردو کے گراں قدر جواہر پاروں کو شائع کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ لہذا سر پرست و اساتذہ کی ذمہ داری ہے کہ بچوں کے ہاتھوں تک ان کتابوں کو پہنچائیں اور انہیں ان کا مطالعہ کرنے کی ترغیب دیں، تاکہ نئی نسل بھی اردو کے کلاسیکل شاعروں اور ان کے کلام سے واقف ہو سکے۔

ناشر

## امیر خسرو اور ان کی شاعری

(پیدائش: 1253ء / وفات: 1325ء)

فارسی اور ہندی شاعر۔ ماہر موسیقی، ابوالحسن نام، یمن الدولہ لقب۔ امیر خسرو عرف۔ آپ کے والد امیر سیف الدین محمود ایک ترک سردار تھے۔ منگولوں کے حملوں کے وقت ہندوستان آئے اور مومن پور، پٹیالی، ضلع لہٹہ (یوپی) میں سکونت اختیار کی۔ امیر خسرو یہیں پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ ہندوستانی تھیں۔ کچھ عرصے بعد یہ خاندان دہلی منتقل ہو گیا اور امیر خسرو نے سلطنت دہلی (خاندان غمان، خلجی، اور تغلق) کے آٹھ بادشاہوں کا زمانہ دیکھا اور برصغیر میں اسلامی سلطنت کے ابتدائی ادوار کی سیاسی، سماجی اور ثقافتی زندگی میں سرگرم حصہ لیا۔

خسرو بچپن ہی سے بڑے ذہین اور ذکی تھے۔ جب وہ کچھ بڑے ہوئے تو انھیں پڑھنے کے لیے مکتب میں بھیجا گیا۔ آپ کے والد امیر سیف الدین محمود خود پڑھے لکھے نہ تھے اور ان کا تعلق ایک جنگ جوئل سے تھا لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے اپنے لڑکے کی تعلیم و تربیت کا خصوصی نظم کیا تھا۔ خسرو نے خواجہ سعد الدین کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا اور ان سے انھوں نے علم خطاطی حاصل کیا لیکن ان کے اپنے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ شعر و سخن کے سارے اُن پر بچپن ہی سے پڑنا شروع ہو گئے تھے، وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ اپنے استاذ خواجہ سعد الدین کے ساتھ خواجہ اکیل کو توال کے گھر گئے، وہاں اُن کی ملاقات ایک زبردست عالم خواجہ عزالدین سے ہوئی جو وہاں مقید تھے۔ جب یہ لوگ وہاں پہنچے تو خواجہ

موصوف کے ہاتھوں میں کوئی کتاب تھی۔ خواجہ سعد الدین نے خسرو کا تعارف اپنے شاگرد کی حیثیت سے خواجہ عزالدین سے کرایا اور یہ بھی کہا کہ یہ بچہ شعر بڑے اچھے ترنم سے پڑھتا بھی ہے۔ یہ سُن کر خواجہ موصوف نے وہ کتاب خسرو کو دی اور اس میں سے چند اشعار پڑھنے کی فرمائش کی۔ خسرو نے تعمیل ارشاد کی۔ خواجہ موصوف نے بری تعریف کی۔ خواجہ سعد الدین نے خواجہ عزالدین کو خسرو کے ذوق شعر گوئی کے بارے میں بھی بتایا اور یہ خواہش ظاہر کی کہ اس بچے کا امتحان لیا جائے کہ یہ کس حد تک شاعری کے ساتھ انصاف کر سکتا ہے۔ خواجہ موصوف نے درج ذیل چار غیر متعلق چیزوں کا نام لیا اور کہا کہ ان کو اس طرح نظم کرو کہ ان کا باہمی تناقض دور ہو جائے۔ ”مو، بیضہ، تیر، خرپڑہ“۔

تھوڑی دیر بعد خسرو نے یہ قطعہ سنایا۔

بر موے کہ در دوزخ آں صنم است  
صد بیضہ عنبریں بر آں موے صنم است  
چوں تیر مدام راست دُش را زیرا کہ  
چو خرپڑہ دندانِ میانِ شکم است

(اُس صنم کی دونوں چوٹیوں میں جو بال ہیں اُن میں سیکڑوں بیضہ عنبریں ہیں۔ اس کے دل کو تیر کی طرح سیدھا نہ سمجھو کیوں کہ خرپڑے کی طرح اس کے دانت بھی پیٹ کے اندر ہیں۔)

خواجہ موصوف کو ان فی البدیہہ اشعار پر بری حیرت ہوئی، انھوں نے خسرو کی بڑی حوصلہ افزائی کی، جب انھیں یہ معلوم ہوا کہ اُن کے والد دربار شاہی سے وابستہ ہیں تو انھوں نے خسرو کو مشورہ دیا کہ وہ اپنا تخلص ”سلطانی“ رکھیں۔ خسرو نے اس مشورے کو قبول کیا اور انھوں نے اپنے دیوان ”تحفۃ الصغر“ کی بیش تر غزلوں میں یہی تخلص استعمال کیا ہے۔

اس طرح خسرو تعریف و توصیف اور حوصلہ افزائی کے درمیان زندگی کے مراحل طے کرنے لگے لیکن اس کم عمری میں جب وہ مشکل ہی سے دنیا میں اپنا کوئی نقش مرسم کر پاتے تھے کہ

انھیں ایک گہرا زخم لگا، ان کے والد منگولوں سے نبرد آزمانی میں شہید ہو گئے۔ اس عمر میں جب انھیں مسکرانا اور ہنسنا چاہیے تھا انھیں زندگی میں پہلی مرتبہ ایسے کاری زخم کا تجربہ ہوا۔ خسرو نے ایک نقش پذیر ذہن اور ایک حساس دل پایا تھا۔ آنے والے دنوں میں انھوں نے اپنے اس شدید غم کا اظہار اس شعر میں یوں کیا ہے۔

سیف از سرم رفت و دل من دو نیم ماند

دریائے من رواں شد و دُرِ یتیم ماند

(تو امیر سے سر سے گزر گئی اور میرا دل دو ٹکڑے ہو گیا، میرا دریا رواں ہوا اور موتی تنہا رہ گیا)

والد کی موت نے خسرو کو شدید تنہائی اور زبردست احساسِ محرومی میں مبتلا کر دیا لیکن ان کے نانا عماد الملک نے بڑی محبت و شفقت سے ان کی پرورش و پرداخت کی۔ عماد الملک خود بھی بڑی اہم اور با اثر شخصیت کے مالک تھے۔ عماد الملک کے وفورِ محبت و شفقت نے خسرو کے زخم اور محرومی کو بہت حد تک مندمل کر دیا اور انھیں اپنی راہ خود نکالنے کا اچھا موقع ملا۔ انھوں نے شعر و سخن کی راہ پر چلنا شروع کیا اور بالآخر اپنی منزلِ مقصود تک پہنچ گئے۔

جب خسرو کی عمر بیس سال کی ہوئی تو ان کے نانا ایک سو تیرہ سال کی عمر میں رحمتِ حق سے جا ملے۔ ایک بہت ہی پُر اثر اور غم انگیز مرثیے میں خسرو نے اپنے نانا کی موت کا ماتم کیا ہے۔ جس کی محبت اور شفقت ہی کی وجہ سے وہ ”خسروے اقلیمِ شعرو سخن“ ہوئے۔

اس وقت تک خسرو کو شاعر کی حیثیت سے کچھ حد تک شہرت حاصل ہو چکی تھی۔ خسرو کو بعدہ کئی بادشاہوں اور امرا کی سرپرستی مل گئی جس کے زیر سایہ ان کا ذوقِ شعری خوب پروان چڑھنا شروع کیا اور وہ ایک قدآور شاعر کی حیثیت سے مشہور ہو گئے۔

علاوہ ازیں امیر خسرو کو زندگی کو جس شخصیت نے سجایا سنوارا وہ ذاتِ تھی سلطان المشاخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی۔ خسرو نے اس عظیم عارفِ حق کی صحبت میں

رہے۔ انھوں نے حضرت سلطان المشاخ سے اپنی بے پایاں عقیدت کے سبب خود کو ان کا محبوب اور ان کی برکتوں کا مستحق بنادیا تھا۔ خسرو کی ہمہ پہلو شخصیت اور ان کی عبقریت جو اس وقت کے معاشرے میں اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتی پورے طور پر حضرت سلطان المشاخ کی نگاہِ فیض و کرم کی ممنون ہے۔ ایک با کمال شاعر، ایک مایہ ناز نثر نگار، ایک عظیم مؤرخ، ایک موسیقار، ایک ماہرِ لسانیات، ایک درباری، ایک صوفی اور سب سے بڑھ کر ایک ہندوستانی کی حیثیت سے ان کا شمار بہترین انسانوں میں ہوتا ہے۔ تاریخ اس طرح کی کوئی دوسری مثال پیش کرنے سے قاصر رہے۔

### صنفِ شاعری

خسرو نے ہر صنفِ شعر، مثنوی، قصیدہ، غزل، ہندی دوہے، پہیلیاں، گیت، انملیاں، کہہ مکرنیاں اور ریختے وغیرہ میں طبع آزمائی کی۔ غزل میں پانچ دیوان یادگار چھوڑے۔ ہندوستانی موسیقی میں ترانہ، قول اور قلبانہ انھیں کی ایجاد ہے۔ بعض ہندوستانی راگینوں میں ہندوستانی پیوند لگائے۔ راگنی (ایمن کلیان) جو شام کے وقت گائی جاتی ہے۔ انھیں کی ایجاد ہے۔ کہتے یہ کہ تار پر تیسرا تار آپ ہی نے چڑھایا۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے چہیتے مرید تھے۔ انھیں کے قدموں میں دفن ہوئے۔

فارسی کلام کی مثالیں:-

اگر فردوس بر روے زمین است  
ہمین است و ہمین است و ہمین است  
کافر عشقم، مسلمانی مرا در کار نیست  
ہر رگ من تار گشتہ، حاجت ز نار نیست  
از سر بالین من برخیز ای نادان طبیب

دردمند عشق را دارو بہ جز دیدار نیست  
ناخدا بر کشتی ما گر نباشد، گو مباش!  
ما خدا داریم ما ناخدا در کار نیست  
خلق می گوید کہ خسرو بت پرستی می کند  
آری! آری! می کنم! با خلق مارا کار نیست

ہندی میں دو ہے:-

خسرو دریا پریم کا، اُلٹی وا کی دھار  
جو اترا سو ڈوب گیا، ای پار

سچ وہ سونی دیکھ کے روؤں میں دن رین  
پیا پیا میں کرت ہوں پہروں، پل بھر سکھ نہ چین

موسیقی:-

امیر خسرو شاعری سے ہی نہیں بلکہ موسیقی سے بھی کافی دلچسپی رکھتے تھے۔ ہندوستانی کلاسیکل موسیقی کے ایک اہم شخصیت بھی مانے جاتے ہیں۔ کلاسیکل موسیقی کے اہم ساز طبلہ اور تار انھیں کی ایجاد مانی جاتی ہے۔ اور فن موسیقی کے اجزائے خیال اور ترانہ بھی انھیں کی ایجاد ہے۔

تصانیف:-

تحفۃ الصغر  
وسط الحیات  
غرة ال کمال  
بقیہ نقیہ

قصہ چہار درویش ☆ نہایۃ الکمال  
خرانا لسا دین ☆ مفتاح الفتوح  
مثنوی ذوالرائی - خضر خان ☆ نوح سپہر

تغلق نامہ  
نمہ نظامی

اعجاز خسروی  
خزائن الفتوح  
افضل الفوائد  
خالق باری

جواہر خسروی  
لیلیٰ مجنوں

آئینہ سکندری  
ملا الانور

شیرین و خسرو

آئینہ صفحات پر جناب امیر خسرو کے منتخب کلام نشانِ خاطر فرمائیں۔

(ڈاکٹر) مشاہد رضوی، مالیگاؤں

☆☆☆

## فارسی حمد

اے زخیال ما بروں در تو خیال کے رسد  
باصفت تو عقل را لاف کمال کے رسد  
گر ہمہ مردم و ملک، خاک شوند بردرت  
دامن عزت ترا گرد زوال کے رسد  
کنگرہ کبریائے تو ہست فراز لامکاں  
طاہر مادراں ہوا بے پروبال کے رسد  
بر در بے نیازیت صد چو حسین کر بلا  
تشنہ بماند بر گزرتا بہ زلال کے رسد  
ہست بہ تحت گاہ دل جلوہ قرب روز و شب  
لیک بہ جلوہ چناں چشم خیال کے رسد  
زاں چمنے کہ بلبش روح قدس نمی سزد  
گل خنیاں خاک را بوسے وصال کے رسد  
توسن چابکاں سبک عرصہ کوے پتکواں  
آں کہ قناد مرکبش بر سر حال کے رسد  
جرمہ درد عاشقان بر سر چوں منے چکد  
راہ روان پاک را لوث و بال کے رسد  
آیت رحمت از حرم ہست برائے حاجیاں  
خسرو بت پرست را جز خط و خال کے رسد

☆☆☆

## محمد صلی اللہ علیہ وسلم شمع محفل بود

(درج ذیل نعت امیر خسرو علیہ الرحمہ کی مشہور و معروف نعت ہے لیکن ادبی محققین کے مطابق یہ ان کے کسی بھی دیوان میں نہیں ملتی لیکن صدیوں سے معروف انہی کے نام سے ہے، مشاہد)  
نمی دانم چه منزل بود، شب جائے کہ من بودم  
بہ ہر سو قص بسمل بود، شب جائے کہ من بودم  
(مجھے نہیں معلوم کہ وہ کون سی جگہ تھی جہاں کل رات میں تھا، ہر طرف وہاں قص بسمل ہو رہا  
تھا کہ جہاں میں کل رات کو تھا۔)

پری پیکر نگارے، سرو قدے، لالہ رخسارے  
سراپا آفت دل بود، شب جائے کہ من بودم  
(پری کے جسم جیسا ایک محبوب تھا، اس کا قد سرو کی طرح تھا اور رخسار لالے کی طرح، وہ سراپا آفت  
دل تھا کل رات کہ جہاں میں تھا۔)

رقیبیاں گوش بر آواز، او در ناز، من ترساں  
سخن گفتن چه مشکل بود، شب جائے کہ من بودم  
(رقیب آواز پر کان دھرے ہوئے تھے، وہ ناز میں تھا اور میں خوف زدہ تھا۔ وہاں بات کرنا کس  
قدر مشکل تھا کل رات کہ جہاں میں تھا۔)

خدا خود میر مجلس بود اندر لا مکاں خسرو  
محمد شمع محفل بود، شب جائے کہ من بودم  
(اے خسرو، لا مکاں میں خدا خود میر مجلس تھا اور حضرت محمد اس محفل کی شمع تھے، کل رات کہ جہاں میں تھا۔)

## فی نعت سید المرسلین خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

اے رسالت را علم افراختہ  
دست تو تیغ شریعت آختہ  
مرکبت کو برمکاں بہاد پائے  
قدر تو برلامکاش تاختہ  
آدم و من دو نہ ، تحت اللواء  
آمدہ چوں تو لوا افراختہ  
منہ قبلے چرخ را خیاط صنع  
خاص بہر قامتت پرداختہ  
میم احمد راگزیدہ بعد ازاں  
خاتم مہر نبوت ساختہ  
ہر کہ او از میم احمد طوق یافت  
در یکی گوئی رود چوں فاختہ  
جز خدا کس قدر تو شناخت زانک  
کس خدا را پہچو تو شناختہ  
تاختہ نور تو از روز ازل  
پر تو خود تا ابد انداختہ  
دیدہ کش در نظر ناید بہشت  
عشق با خاک خیانت باختہ  
عاصیان زرد رو را کردگار  
از برائے روے تو بنواختہ  
بندہ خسرو تا نوید نعت تو  
ز آتش دل جان خود بگداختہ

## مدح مرشد حضرت نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ در فارسی

اے شربت عاشقی بجامت  
وز دوست زماں زماں پیامت  
در سیر وصال ، ہر دو عالم  
داغل بمصافت دو گامت  
شد سلک فرید از تو منظوم  
زانست کہ شد لقب نظامت  
صدجان شریف پاک را چرخ  
بگداختہ نوشتہ نامت  
درگاہ تو قبلہ و ملائک  
پڑاں چوں کبوتران پیامت  
سودا زدگان شوق حق را  
تسکین ز مفرح کلامت  
جاوید بقاست بندہ خسرو  
چوں شد بہ ہزاراں جال غلامت

☆☆☆

## متفرق فارسی کلام

تا چه طالع بد کہ شاه از مولاتان لشکر کشید  
تیغ کافر کش برائے کشن کافر کشید

انچہ حاضر بود لشکر ، لشکر دیگر ججت  
زال کہ رستم را نہ شاید منت لشکر کشید

چوں کردندش از دشمن بدار قوت کہ داشت  
بے محابا خشم در سر کرد و رایت بر کشید

آں چنان رگیں کنم امسال خاک از خون شان  
کز زمین باید شفق را گوئے احمر کشید

جوق جوق از آب بگذشتند و ناگہ در رسید  
آں چه ساعت بد کہ کافر بر سر لشکر کشید

☆☆☆

☆☆☆

زہے ملک خوش چوں دو سلاطین یکے شد  
زہے عہد خوش چوں دو بیہاں یکے شد

پسر بادشاہے ، پدر نیز سلاطین  
کنوں ملک بین چوں دو سلاطین یکے شد

زہر جہاں داری و بادشاہی  
جہاں را دوشاہ جہانان یکے شد

یکے ناصر عہد، محمود سلاطین  
کہ فرمانش دوچار ارکان یکے شد

دگر شہ ، معز جہاں ، کیقبادے  
کہ در ضبطش ایران و توران یکے شد

☆☆☆



(میں عاشق تو ہو گیا ہوں مگر اس کام کا میرے پاس کوئی محرم راز نہیں ہے، فریاد ہے کہ مجھے غم تو ہے لیکن کوئی غم خوار نہیں ہے۔)

آں عیش، کہ یاری دہم صبر، ندیم  
واں بخت، کہ پرکشش کندم یارندارم  
(میں پاس نہیں ہے وہ عیش کہ یار مجھے صبر دے، میرے پاس نہیں ہے وہ قسمت کہ یار خود میرا حال پوچھے۔)

بیار شدم عاشق دیوانہ ازیں پیش  
آں صبر کہ ہر بار بُد ایں بارندارم  
(اس سے پہلے بھی میں بہت دفعہ عاشق و دیوانہ ہوا، لیکن وہ صبر جو ہر بار حاصل تھا، اب کے نہیں ہے۔)

دل پُر ز غم و غصہ ہجرت و لیکن  
از تنگ دلی طاقتِ گفتارندارم  
(دل ہجر کے غم و غصے سے پر تو ہے لیکن تنگدلی کی وجہ سے مجھے طاقتِ گفتار نہیں ہے۔)  
خوں شد دل خسرو ز نگہداشتن راز  
چوں بچ کسے محرم اسرارندارم  
(راز کی حفاظت کر کر کے خسرو کا دل خون ہو گیا ہے لیکن افسوس کہ کوئی بھی محرم اسرار نہیں ہے۔)

☆☆☆☆

از من آں کامیاب را چہ غمت  
زیں شب مابتاب را چہ غمت

☆☆☆

کافرِ عشقم، مُسلمانی مرا درکار نیست  
ہر رگِ من تار گشتہ، حاجتِ زنا ر نیست  
میں عشق کا کافر ہوں، مجھے مسلمانی درکار نہیں، میری رگ رگ تار تار ہو چکی، مجھے زنا کی بھی حاجت نہیں ہے۔

از سرِ بالین من بر خیز اے نادانِ طلیب  
دردمندِ عشق را داؤدِ بجز دیدار نیست  
اے نادانِ طلیب میرے سر ہانے سے اٹھ جا، عشق کے بیمار کو تو صرف دیدار ہی دوا ہے۔  
شاد باش اے دل کہ فردا بر سرِ بازارِ عشق  
مُردہ قتل است گرچہ وعدہ دیدار نیست  
اے دل تو خوش ہو جا کہ کل عشق کے بازار میں قتل کی خوش خبری ہے اگرچہ دیدار کا وعدہ نہیں ہے۔  
ناخدا در کشتی ما گر نباشد گو مباحث  
ما خُدا داریم، ما را ناخدا درکار نیست  
اگر ہماری کشتی میں ناخدا نہیں ہے تو کہو نہ ہوا کرے، کہ ہم خدا رکھتے ہیں اور ہمیں ناخدا درکار نہیں۔  
خلق می گوید کہ خسرو بت پرستی می کند  
آرے آرے می گنم، با خلق مارا کار نیست  
خلق کہتی ہے کہ خسرو بت پرستی کرتا ہے، ہاں ہاں، میں کرتا ہوں مجھے خلق سے کوئی کام نہیں ہے۔

☆☆☆☆

عاشق شدم و محرم ایں کارندارم  
فریاد کہ غم دارم و غم خوارندارم

(اس کامیاب (محبوب) کو مجھ سے کیا غم ہے، ماہتاب کورات کا غم کب ہوتا ہے۔)

دُڑہ ہا گر شونہ زیر و زبر

چشمہ آفتاب را چہ غمست

(اگر تمام ذرے زیر و زبر بھی ہو جائیں تو سورج کے چشمے کو انکے زیر و زبر ہونے کا کیا غم ہے۔)

گر بسوزد ہزار پروانہ

مشفعل خانہ تاب را چہ غمست

(اگر ہزار پروانے بھی جل مرین تو گھر کو روشن کرنے والی مشعل کو اس کا کیا غم ہے۔)

خرمن من کہ گشت خاکستر

آتش پڑ عذاب را چہ غمست

(میری جان کی کھیتی جل کر رکھ ہو گئی مگر عذاب سے پڑ آگ کو اس کا کیا غم ہے۔)

گر مرا نیست خوابے اندر چشم

چشم آں نیم خواب را چہ غمست

(اگر میری آنکھوں میں نیند نہیں رہی تو اس کا اس نیم خواب آنکھوں (والے) کو کیا غم ہے۔)

خسرو ار جاں دہد تو دیر بہ ذی

ماہی ار میرد آب را چہ غمست

(خسرو تو جان دیتا ہے لیکن تو دیر تک زندہ رہ کہ مچھلی کے مرنے کا پانی کو کیا غم ہے۔)

☆☆☆☆

نیست در شہر گرفتار تر از من دگرے

نہ از تیر غم افکار تر از من دگرے

(پورے شہر میں کوئی اور شخص (تیری محبت میں) مجھ جیسا گرفتار نہیں ہے، غموں کے تیر سے کوئی اور مجھ جیسا زخمی نہیں ہے۔)

بر سر گوتے تو، دامن، کہ سگاں بسیار اند

لیک بنمائی وفادار تر از من دگرے

(میں جانتا ہوں کہ تیرے کوچے میں بہت سے سگ ہیں لیکن ان میں کوئی بھی مجھ سا وفادار نہیں ہے۔)

کارواں رفت و مرا بارِ بلائے در دل

چوں روم، نیست گرانبار تر از من دگرے

(کارواں چلا گیا اور میرے دل میں جدائی کا بوجھ ڈال گیا، مگر طرح چلوں کہ کوئی اور مجھ سا گراں بار نہیں ہے۔)

ساقیا بر گزر از من کہ بخواب اعلم

باز جو اکنون تو ہشیار تر از من دگرے

(اے ساقی تو جانتا ہے کہ میں خواب اجل (مرنے کے قریب) ہوں لیکن مجھ سے گزر کے اس

کے باوجود میکدے میں مجھ سے ہوشیار کوئی اور نہیں ہے۔)

خسرو، بہر بیتاں گوتے بکوسر گرداں

در جہاں بود نہ بیکار تر از من دگرے

(میں خسرو کو بکوتوں کی تلاش میں سرگرداں ہوں، اس جہاں میں مجھ سا بیکار کوئی نہیں ہے۔)

☆☆☆☆

ز حالِ مسکین مکن تغافل دُرّائے نیناں بنائے بتیاں  
کہ تابِ ہجرالِ ندارم اے جاں نہ لے ہو کاہے لگائے چھتیاں  
شانِ ہجرالِ دراز چوں زلف و روزِ وصلت چوں عمر کو تہا  
سکھی! پیا کو جو میں نہ دیکھوں تو کیسے کاٹوں اندھیری رتیاں  
یکا یک از دل دو چشمِ جادو بصدِ فرہمِ بردِ تسکین  
کسے پڑی ہے جو جاناوے پیارے پی کو ہماری بتیاں  
چوں شمعِ سوزاں، چوں ذرہ جیراں، ہمیشہ گریاں، بہ عشقِ آں ما  
نہ نیند نیناں، نہ انگ چیناں، نہ آپ آویں، نہ بھیجیں پتیاں  
بحقِ روزِ وصالِ دلبر کہ دادِ ما را غریب خسرو  
سپیت من کے ورائے راکھوں جو جائے پاؤں پیا کی کھتیاں

☆☆☆

میں تو پیا سے نین لڑا آئی رے

میں تو پیا سے نین لڑا آئی رے  
گھر ناری کنواری کہے سو کرے  
میں تو پیا سے نین لڑا آئی رے

سوہنی صورتیا ، موہنی مورتیا  
میں تو ہریزے کے پیچھے سما آئی  
گھر ناری کنواری کہے سو کرے  
میں تو پیا سے نین لڑا آئی رے

☆☆☆

کاہے کو بیباہی بدیس

کاہے کو بیباہی بدیس رے لکھی بابل مورے  
کاہے کو بیباہی بدیس

بھائیوں کو دیے محلے دو محلے ہم کو دیا پردیس  
کاہے کو بیباہی بدیس ، رے بابل!  
کاہے کو بیباہی بدیس

ہم تو ہیں بابل تیرے کھونٹے کی گائیاں  
جد ہانکے ، ہنک جائیں

ہم تو ہیں بابل تیرے نیلے کی کلیاں  
گھر گھر مانگی جائیں

ہم تو ہیں بابل تیرے پجرے کی چریاں  
بھور بھنے اڑ جائیں

ٹاکوں بھری میں نے گڑیاں جو چھوڑیں  
چھوٹا سہیلی کا ساتھ

کوٹھے تلے سے پالکی نکلی  
بیرن نے کھائے پشاد

ڈولی کا پردہ اٹھا کر جو دیکھا  
آیا پیا کا دیس

کاہے کو بیباہی بدیس ، رے بابل!  
کاہے کو بیباہی بدیس؟

سب سکھیوں میں چادر میری میلی

سب سکھیوں میں چادر میری میلی  
دیکھیں ہنس ہنس ناری

اب کے بہار چادر میری رنگ دے  
پیار کھ لے لاج ہماری

صدقہ باب گنج شکر کا  
رکھ لے لاجک ہماری

قطب فریدل آئے براتی  
خسر و راج دلاری

کوئی ساس کوئی تندے جھگڑے  
ہم کو آس تمہاری

رکھ لے لاج ہماری نظام  
رکھ لے لاج ہماری  
☆☆☆

موہے اپنے ہی رنگ میں رنگ لے

موہے اپنے ہی رنگ میں رنگ لے

تو تو صاحب میرا محبوب الہی  
موہے اپنے ہی رنگ میں رنگ لے

ہماری چنریا ----- پیار کی پگڑیا  
وہ تو دونوں بسنتی رنگ دے

جو کچ مانگے رنگ کی رنگائی  
مورا جو بن گروی رکھ لے

آن پڑی دربار تمہارے  
موری لاج شرم سب رکھ لے  
موہے اپنے ہی رنگ میں رنگ لے  
☆☆☆

## گوری گوری بانہاں، ہری ہری چوڑیاں

گوری گوری بانہاں، ہری ہری چوڑیاں

بانہیاں پکڑ دھری لینی رے موسے

بل بل جاؤں میں تو رے موسے

خسرو نظام کے بل بل جیے

موسے سہاگن کینی رے موسے

☆☆☆

بہت کٹھن ہے ڈگر پنکھٹ کی

بہت کٹھن ہے ڈگر پنکھٹ کی  
کیسے میں بھر لاؤں مدھوا سے مٹکی

پانی بھرن کو جو میں گئی تھی  
دوڑ ، جھپٹ ، موری مٹکی پھٹکی

بہت کٹھن ہے ڈگر پنکھٹ کی

مورے اچھے نظام پیا جی

☆☆☆

☆☆☆

جب یار دیکھا نین پھر دل کی گئی چنٹا اتر  
ایسا نہیں کوئی عجب، راکھے اسے سمجھائے کر

جب آنکھ سے اوجھل بھیا، تڑپن لگا میرا جیا  
حقا الہی کیا کیا، آنسو چلے بھر لائے کر

توں تو ہمارا یار ہے ، تجھ پر ہمارا پیار ہے  
تجھ دوستی بیار ہے ، اک شب ملو تم آئے کر

جاناں طلب تیری کروں ، دیگر طلب کس کی کروں  
تیری جو چنٹا دل دھروں ، اک دن ملو تم آئے کر

میرا جو من تم نے لیا ، تم نے اٹھا غم کو دیا  
غم نے مجھے ایسا کیا جیسا پتنگا آگ پر

خسرو کہے باتاں غضب، دل میں نہ لاوے کچھ عجب  
قدرت خدا کی یہ عجب ، جب جیو دیا گل لائے کر

☆☆☆

## منظوم پہیلیاں

تو ر سے ایک تریا تری اس نے بہت رجھایا  
باپ کا نام جو اس سے پوچھا آدھانام بتایا  
آدھانام پتا پر پیارے بوجھ پھیلی موری  
امیر خسرو یوں کہیں اپنا نام بنولی

جواب: بنولی

فارسی بولی آئی نا  
ترکی ڈھونڈی پائی نا  
ہندی بولوں آری آئے  
خسرو کہے کوئی نہ بتائے

جواب: آئینہ (آری)

بیدیوں کا سر کاٹ لیا  
نہ مارا ناخون کیا

جواب: ناخون یعنی ناخن

اندھا گونگا بہرہ بولے گونگا آپ کہائے  
ایک سفیدی بہوت انگارا گونگے سے بھڑ جائے

جواب:؟

سی سی کر کے نام بتایا تائیں بیٹھا ایک  
الٹا سیدھا ہر پھر دیکھو وہی ایک کا ایک

جواب:؟

بھید پھیلی میں کہی تُو سن لے میرے لال  
عربی ہندی فارسی تینوں کرو خیال

جواب:؟

ایک نار بھنور اسی کالی  
کان نہیں وہ پہنے بالی  
ناک نہیں وہ سونگھے پھول  
جتنا عرض اتنا ہی طول

جواب:؟

لودھنکری مردانہ سنگ  
ہدی زیرہ ایک ایک ٹنگ  
افیون چنامر تیں چار  
ارد برابر تھو تھا ڈار

جواب:؟

نر سے پیدا ہووے نار  
ہر کوئی اس سے رکھے پیار  
ایک زمانہ اس کو کھاوے  
خسرو پیٹ میں وہ نہ جاوے

جواب:؟

یک نارتزور سے اتڑی ماسوں جہنم نہ ہایو  
باپ کا نام جو واسے پوچھو آدھو نام بتایو  
آدھون نام بتایو خسرو کون دیس کی بولی  
واکا نام جو پوچھامیں نے اپنے نام نبولی

جواب:؟

شیام برن اور دانت انیک لچکت جیسے ناری  
دونوں ہاتھ سے خسرو کھینچے اور یوں کہے میں آری\*  
(آری یعنی آری)

جواب: آری

ساون بھادوں بہت چلت\* ہے ماگھ پوس میں تھوڑی  
امیر خسرو یوں کہتے تو بوجھ پینٹلی موری\*

\*(میری)\* (چلتی ہے)

جواب: موری

جل جل چلتا بتا گاؤں بستی میں ناوا کا ٹھاؤں  
خسرو نے دیا واکا ناؤں بوجھوار تھ نہیں چھاڈو گاؤں

جواب: ناو یعنی کشتی

بالا تھا جب سب کو بھایا بڑھا\* ہوا کچھ کام نہ آیا  
خسرو کہہ دیا\* اس کا ناؤں ارتھ کر نہیں چھاڈو گاؤں

\* بڑھا جب بولیں گے تو بڑا سنائی دے گا۔  
\* دیا یعنی چراغ ہی اس پینٹلی کا جواب ہے۔

جواب: دیا یعنی چراغ

نر ناری کی جوڑی ڈٹھی جب بولے تب لاگے مٹھی  
اک نہائے اک تاپن ہارا چل خسرو کر کوچ نقارہ

جواب: نقارہ

گانٹھ گھٹیلارنگ رنگیلا ایک پرکھ ہم دیکھا  
مرد استری اس کو رکھیں اس کا کیا کہوں لیکھا

جواب:؟

ایک نارجب بن کر آوے  
مالک کو اپنے اوپر بلاوے  
ہے وہ ناری سب کے گوں کی  
خسر و نام لیے تو چوکی

جواب: چوکی یعنی چوکی جو بیٹھنے کے لیے استعمال کی جاتی ہے

ایک نار چا تر کہلاوے  
مورکھ کو نہ پاس بلاوے  
چا تر مرد جو ہاتھ لگاوے  
کھول ستر وہ آپ دکھاوے

جواب: عربی کا لفظ نار یعنی آگ

☆☆☆

کہہ مکر نیاں

انگوں موری لپٹا رہے  
رنگ روپ کا سب رس پیئے  
میں بھر جنم نہ وا کو چھوڑا  
اے سکھی سا جن نا سکھی چوڑا

☆☆☆

بن ٹھن کے سنگھار کرے  
دھر منہ ہر منہ پیار کرے  
بیار سے موپے دیت ہے جان  
اے سکھی سا جن نا سکھی پان

☆☆☆

آپ ہلے اور موہے بلاوے  
واکا ہنا مورے من بھاوے  
ہل ہل کے وہ ہوا نسکھا  
اے سکھی سا جن نا سکھی پیچھا

☆☆☆

ونچی اٹاری پلنگ بچھایو  
میں سوئی میرے سر پر آو  
کھل گئی انکھیاں بھئی اتند  
اے سکھی سا جن نہ سکھی چند (چاند)

☆☆☆



سگری رین چھتیں پر رکھا  
رنگ روب سب وا کا چاکھا  
بھوز بھتی جب دیا تار  
اے سکھی ساجن نا سکھی ہار

☆☆☆

سگری رین موہے سنگ جاگا  
بھوز بھتی تو پچھڑن لاگا  
اس کے پچھڑے پھاٹ ہیا  
اے سکھی ساجن نا سکھی دیا

☆☆☆

سرپ سلو ناسب گن نیکا  
وا بن سب جگ لاگے پھیکا  
وا کے سر پر ہووے گون  
اے سکھی ساجن نا سکھی نون\*  
نون یعنی نمک

☆☆☆

وہ آوے تب شادی ہووے  
اس بن دو جا اور نہ کوئے  
میٹھے لاگیں وا کے بول  
اے سکھی ساجن نا سکھی ڈھول

☆☆☆

آپ تلے اور موہے جلائے  
پی پی کر مر دمنہ بھرا آوے  
ایک میں اب ماروں گی مُکا  
اے سکھی ساجن نا سکھی حُکا

☆☆☆

نت مورے کھاتر بجارے آوے  
کرے سنگا رتب جو مایا پاوے  
من بگڑے نہ رے، راکھت مان  
اے سکھی ساجن نا سکھی پان

☆☆☆

## دو سخنہ ہندی

گوشت کیوں نہ کھایا؟  
\* ڈوم کیوں نہ گایا؟  
\* ڈوم یعنی گانا  
جواب: گلا نہ تھا

☆☆☆

جوتا کیوں نہ پہنا  
\* سنبوسہ کیوں نہ کھایا  
\* سموسہ

جواب: تلا نہ تھا

☆☆☆

انار کیوں نہ چکھا؟  
وزیر کیوں نہ رکھا؟  
جواب: دانا/ دانہ نہ تھا

☆☆☆

دہی کیوں نہ جما؟  
نوکر کیوں نہ رکھا؟  
جواب: ضامن نہ تھا

☆☆☆

تار کیوں نہ بچا؟  
عورت کیوں نہ نہائی؟  
جواب: پردہ نہ تھا

☆☆☆

روٹی جلی کیوں؟  
گھوڑا اڑا کیوں؟  
پان سڑا کیوں؟  
جواب: پھیرانہ تھا

☆☆☆

سنبوسہ کیوں نہ کھایا؟  
جوتا کیوں نہ چڑھایا؟  
جواب: تالا نہ تھا

☆☆☆

راجا پیاسا کیوں؟  
گدھا اُدا سا کیوں؟  
جواب: لوٹا نہ تھا

☆☆☆

دیوار کیوں ٹوٹی؟  
راہ کیوں لوٹی؟  
جواب: راج نہ تھا

☆☆☆

گھر کیوں اندھیا را؟  
فقیر کیوں بُدا را؟  
جواب: دیا نہ تھا

☆☆☆

## دو سخنہ فارسی و ہندی

قوتِ روح چیست؟  
پیارِ کوکب دیکھیے؟  
جواب: صدا = آواز

سدا = ہمیشہ

☆☆☆

تشنہ راچی باید؟  
ملاپ کو کیا چاہیے؟  
جواب: چاہ = کنواں، محبت

☆☆☆

شکاری راچی باید؟

مسافر کو کیا چاہیے؟

جواب: دام = جال، روپیہ پیسہ

☆☆☆

کوہ چمی دارد؟

مسافر کو کیا چاہیے؟

جواب: سنگ = پتھر، ساتھ

☆☆☆

در آئینہ چمی بیند؟

دکھیا کو کیا نہ کیسے؟

جواب: رو = منہ، گریہ وزاری

☆☆☆

نسبتیں

گوٹے اور آفتاب میں کیا نسبت ہے؟

جواب: کرن

☆☆☆

آم یا شلجم اور کپڑے میں کیا نسبت ہے؟

جواب: جالی

☆☆☆

گہنے اور درخت میں کیا نسبت ہے؟

جواب: پٹا

☆☆☆

مکان اور پانچا جمے میں کیا نسبت ہے؟

جواب: موری

☆☆☆

بادشاہ اور مرغ میں کیا نسبت ہے؟

جواب: تاج

☆☆☆

گھوڑے اور بزاز میں کیا نسبت ہے؟

جواب: تھان، زین

☆☆☆

مکان اور کپڑے میں کیا نسبت ہے؟

جواب: لٹھا

انملیاں یا ڈھکوسلہ

دال پکی کہ نہنگ ہوا

☆☆☆

گوری نیناں ایسی بڑی جیسے بیل کے سینک

☆☆☆

کھیر پکائی جتن سے اور چرغادیا چلا

آ یا سٹا کھا گیا تو پیٹھی ڈھول بجا

☆☆☆

اوروں کی چوپہری بابے چٹوکی آٹھ پہری

باہر کو کوئی آئے نایں، آئیں سارے شہری

صاد صوف کر آگے رکھے جائیں نایں تو سل

اوروں کے جہاں سینک سماوے چٹو کے واں موئل

☆☆☆

## لسنت

دی آاری موہے بھجویارے  
شاہِ نجام کے رنگ میں  
کپڑے رنگنے سے کچھ ناہوت ہے  
یارنگ میں میں نے تن کو ڈوبویارے  
دیاری موہے -----  
واہی کے رنگ سے سن وے شوخ رنگ  
خوب ہی مل مل دھویارے  
پیرِ نجام کے رنگ بھجویارے  
☆☆☆

## ساون کا گیت

اماں میرے باوا کو بھجوجی کہ ساون آیا  
بیٹی تیرا باوا تو بڈھاری  
کہ ساون آیا  
اماں میرے بھائی کو بھجوجی  
کہ ساون آیا  
بیٹی تیرا بھائی تو بالاری  
کہ ساون آیا  
اماں میرے ماموں کو بھجوجی  
کہ ساون آیا  
بیٹی تیرا ماموں تو بانکاری  
کہ ساون آیا  
☆☆☆

## آنکھوں کا نسخہ

لودھ پھٹکری مردہ سنگ  
ہلدی زیرہ ایک ایک ٹنگ  
افیون چنا بھر، مرچیں چار  
اُرد برابر تھو تھا ڈار  
پوست کے پانی ٹپلی کرے  
ترت پیڑ نینوں ہرے  
☆☆☆

## دوہے

(1)  
کھیر پکائی بتن سے چرخہ دیا جلا  
آیا ستم، کھا گیا تو بیٹھی ڈھول بجا  
(2)  
خسرودریا پریم کا لٹی واکی دھار  
جوا تر اسو ڈوب گیا، جو ڈوباس پار  
(3)  
گوری سووے سچ پہ مکھ پر ڈارے کیس  
پل خسر و گھر آپنے سانجھ بھئی چوندیس  
☆☆☆

